Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

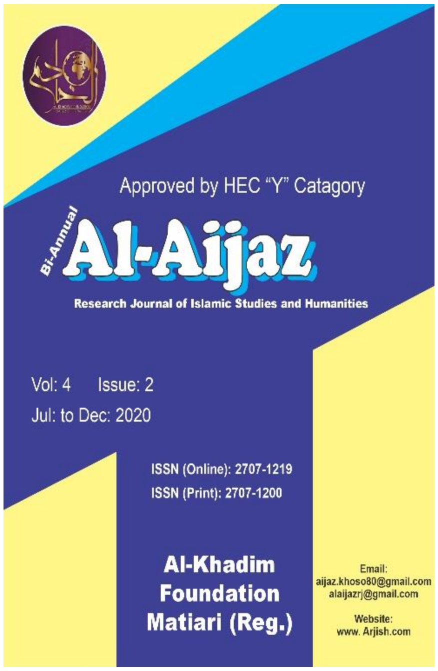

TOPIC:

A research study of Allama Ghulam Raool Saeedi's method of Tafseer in Tibyan-ul-Quran and review of his scholarly services

AUTHORS:

1. Usma Anser, Ph.D Scholar, Department of Quran & Tafseer AIOU, Islamabad.
2. Prof. Dr. Azkia Hashmi, Chairman Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra, KP.

How to cite:

Ansir, A., & Hashmi, A. (2020). U-12 A research study of Allama Ghulam Raool Saeedi's method of Tafseer in Tibyan-ul-Quran and review of his scholarly services. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *4*(2), 183-194.
https://doi.org/10.53575/u12.v4.02(20).183-194

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/155

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 183-194

Published online: 2020-12-06

QR Code

تبیان القرآن میں علامہ غلام رسول سعیدیؒ کا منہج تفسیر اور اس کے علمی خدمات کا تحقیقی مطالعہ

A research study of Allama Ghulam Raool Saeedi's method of Tafseer in Tibyan-ul-Quran and review of his scholarly services

Usma Anser*
Prof. Dr. Azkia Hashmi**

Abstract
The uncountable exegetes have struggled their best to explain and exegesis of the Holy Quran in different ways and different methodologies according to the existing prevailing circumstances of their own age, giving so many references. Like that Allama Ghulam Rasool Saeedi has performed a very significant, remarkable, valuable and unforgettable task writing classically Tibyan-ul-QURAN in Urdu language. An effort has been made to elaborate and explain has Tafseer Methodology (Man haj key) making has work easily under stable for the seeker of knowledge the following article.

Keywords: Ghulam Rasool Saeedi's, Tibyan-ul-Quran Tafseer method, Nim-ul-Bari, Maqalat-e-Saeedi's

موضوع تحقیق کا تعارف

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ہیں۔ان میں پہلا درجہ قرآن کریم کا ہے۔جو اسی شکل میں موجود ہے جس شکل میں لوح محفوظ میں موجود تھا اس کی زبر زیر میں بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔امت مسلمہ نے جانوں کے نذرانے پیش کیے مگر قرآن کریم میں تحریف نہیں ہونے دی چونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود رب تعالیٰ نے لیا ہے۔اس کے لفظوں کی حفاظت ہوئی ہے رسم الخط کی حفاظت ہوئی ہے ترجمے کی حفاظت ہوئی ہے مفہوم اور تفسیر کی حفاظت ہوئی ہے۔قرآن کریم کے علاوہ کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو اپنی اصلی شکل میں موجود ہو بلا شبہ ہم نے یہ قرآن کریم نازل کیا ہے اور ہم ہی اس قرآن کریم کے محافظ اور نگہبان ہیں۔یعنی اس قرآن کریم میں تغیر و تبدل اور تحریف وغیرہ ہو جائے ایسا نہیں ہو سکتا قرآن کریم خود بھی اعجاز ہے کہ اس کا جواب بشر کی طاقت سے باہر ہے۔مزید برآں یہ ایک پیشین گوئی ہے کہ قرآن کریم ہمیشہ محفوظ رہے گا اور بیشمار سینوں میں اس کا محفوظ کر دینا یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس کا نگہبان اور محافظ ہے۔لہذا ضروری تھا کہ اس دعوی کو عملی شکل پہنایا جائے۔اس لئے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون:[1]

ترجمہ: ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں۔

یہ آیت مبارکہ بہت اہم ہے۔جہاں تک اس کے پہلے حصے کا تعلق ہے تو یہ حکم تورات پر بھی صادق آتا ہے اور انجیل پر بھی۔یعنی یہ دونوں کتابیں بھی اللہ ہی کی طرف سے نازل ہوئی تھیں۔قرآن میں اس کی بار بار تصدیق بھی کی گئی ہے۔سورۃ المائدۃ کی آیت میں تورات کے منزل من اللہ ہونے کی تصدیق اس طرح کی گئی ہے:(انآ انزلنا التورة فيها هدى ونور)۔سورۃ آل عمران کی آیت ۳ میں ان دونوں کتابوں کا ذکر فرمایا گیا:(وانزل التوراۃ والانجیل)۔لیکن اس آیت کے دوسرے حصے میں جو حکم آیا ہے وہ صرف اور صرف قرآن کی شان ہے۔اس سے

---

* Ph.D Scholar, Department of Quran & Tafseer AIOU, Islamabad.
** Chairman Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra, KP.

پہلے کسی الہامی کتاب یا صحیفۂ آسمانی کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی گئی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ سابقہ کتب کی ہدایات و تعلیمات حتمی اور ابدی نہیں تھیں۔وہ تو گویا عبوری ادوار کے لیے وقتی اور عارضی ہدایات تھیں اور اس لحاظ سے انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔اب جبکہ ہدایت کامل ہو گئی تو اسے تاابد محفوظ کر دیا گیا۔

یہ آیت ختم نبوت پر بھی بہت بڑی دلیل ہے۔اگر سورۃ المائدۃ کی آیت کے مطابق قرآن میں ہدایت درجہ کاملیت تک پہنچ گئی اور آیت زیر نظر کے مطابق وہ ابدی طور پر محفوظ بھی ہو گئی تو وحی کے جاری رہنے کی ضرورت بھی ختم ہو گئی۔چنانچہ قادیانیوں کے پاس ان دونوں قرآنی حقائق کو تسلیم کر لینے کے بعد (اور ان کے لیے انہیں تسلیم کیے بغیر چارا بھی نہیں) وحی کے جاری رہنے کے جواز کی کوئی عقلی و منطقی دلیل باقی نہیں رہ جاتی۔وحی کی ضرورت ان دونوں میں سے کسی ایک صورت میں ہی ہو سکتی ہے کہ یا تو ابھی ہدایت کامل نہیں ہوئی تھی اور اس کی تکمیل کے لیے وحی کے تسلسل کی ضرورت تھی۔یا پھر ہدایت کامل تو ہو گئی تھی مگر بعد میں غیر محفوظ ہو گئی یا گم ہو گئی اور اس وجہ سے پیدا ہو جانے والی کمی کو پورا کرنے کے لیے وحی کی ضرورت تھی۔بہر حال اگر ان دونوں میں سے کوئی صورت بھی درپیش نہیں ہے تو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کا کوئی جواز نہیں۔اور اللہ تعالیٰ (معاذ اللہ) عبث کام نہیں کرتا کہ ضرورت کے بغیر ہی سلسلۂ وحی کو جاری کیے رکھے۔اللہ تعالیٰ کو واحد اور جمع کے صیغوں کے ساتھ تعبیر کرنے کی توجیہہ۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو جمع کے صیغہ کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔

اس کی توجیہہ میں امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ فرماتے ہیں:

ہر چند کہ یہ جمع کا صیغہ ہے لیکن بادشاہوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی عظمت کا اظہار کرنے کے لیے خود کو جمع کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ ان میں سے جب کوئی کام کرتا ہے یا کوئی بات کہتا ہے تو وہ اس یوں کہتا ہے کہ ہم نے یہ کام کیا یا ہم نے یہ بات کہی۔اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے اور اس کی صفات کثیر ہیں۔[2]

جب اس کی تعبیر میں صرف اس کی ذات کا لحاظ ہو تو اس کو واحد کے صیغے کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور جب ذات مع صفات ملحوظ ہو تو اس کی جمع کے صیغے کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اسی طرح تعبیر کرنے والے کے ذہن میں اگر اس کی واحدانیت کا غلبہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کو واحد کے صیغے کے ساتھ تعبیر کرتا ہے اور اگر اس کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کے ادب اور احترام کا غلبہ ہو تو وہ اس کو جمع کے صیغے کو ساتھ تعبیر کرتا ہے یہ دونوں تعبیریں جائز ہیں اور ان کی تعبیر کا مدار تعبیر کرنے والے کی اس وقت کی کیفیت پر ہے۔اس آیت میں قرآن مجید کی حفاظت مراد ہے یا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی؟ اس آیت میں لہ کی ضمیر کی مرجع میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ ضمیر الذکر کی طرف لوٹتی ہے اس صوسرت میں معنی یہ ہے کہ بیشک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اور دوسرا قول یہ ضمیر منزل علیہ یعنی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف راجع ہے اب اس طرح ہے کہ بیشک ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت کرنے والے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: واللہ یعصمك من الناس (المائدۃ: ٦٧) اور اللہ آپ لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔لیکن نظم قرآن کے زیادہ موافق اور اس مقام کے زیادہ مناسب یہ ہے کہ یہ ضمیر الذکر کی طرف راجع ہے یعنی بیشک ہم قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم ہی اس کی محافظ ہیں۔قرآن کی حفاظت کے ظاہر اسباب۔اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ قرآن مجید کا محافظ ہے تو صحابہ کرام اس کو جمع کرنے اور اس کو مرتب کرنے میں کیوں مشغول ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس حفاظت

کے ظاہری اسباب مقرر فرمائے تھے۔اس کا ایک سبب یہ ہے کہ قرآن مجید کو لکھ کر محفوظ کیا گیا اور اس کی اشاعت کی گئی اور جتنی اس کی اشاعت کی گئی تھی اتنی دنیا کسی کتاب کی اشاعت نہیں گئی اور قرآن مجید کو حفظ کیا گیا اور یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جس کو اول سے آخر تک پورا حفظ کیا جاتا ہے اور ہر دور میں میں دنیا میں اس کے بیشمار حافظ ہیں اگر کسی مجلس میں کوئی پڑھنے والا کسی سورت یا کسی آیت سے ایک لفظ کم کردے یا اس میں میں اپنی طرف سے کوئی زیادہ کردے تو اسی مجلس میں لوگ بول اٹھیں گے آپ نے یہ لفظ چھوڑ دیا ہے آپ نے جو لفظ پڑھا ہے وہ قرآن مجید کا لفظ نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن مجید کا چھاپے اور اس میں کوئی لفظ کم یا زیادہ کردے یا کسی نقطہ میں کمی و پیشی کردے یا کسی زیر زبر میں تغیر کردے تو سینکڑوں آدمی آکر اس غلطی کی نشاندہی کریں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه(٤٢)اس قرآن کے پاس باطل نہیں آسکتا نہ اس کے سامنے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

علامہ عبداللہ محمد بن احمد قرطبیّ مالکی متوفی 668ھ لکھتے ہیں کہ:

ابو لحسن علی بن خلف نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن الکثم سے روایت ہے کہ جب مامون رشید حکمران تھا تو اس نے ایک علمی مجلس منعقد کی۔ اس مجلس میں ایک یہودی آیا جس نے عمدہ لباس پہنا ہوا تھا اور بہترین خشبو لگائی ہوئی تھی۔اس نے بہت نفیس اور ادیبانہ گفتگو کی جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا۔آیا تم اسرائیلی ہو؟اس نے کہا ہاں! مامون رشید نے کہا تم مسلمان ہوجاؤ، میں تمھیں بہت انعام واکرام دوں گا اور بہت بڑے منصب پر فائز کروں گا۔اس نے کہا یہ میرا دین ہے اور میرے آباءاجداد کا دین ہے اور یہ کہہ کر چلا گیا پھر ایک سال کے بعد وہ پھر آیا اس وقت وہ مسلمان ہوچکا تھا اس فقہی مسائل پر کلام کیا اور بہت عمدہ بحث کی۔جب مجلس ختم ہوگئی تو مامون نے اس کو بلا کر پوچھا کیا تم پچھلے سال ہماری مجلس میں نہیں تھے اس کہ کیوں نہیں مامون نے پوچھا پھر تمہارے اسلام لانے کا کیا سبب ہے؟اس نے کہا جب میں تمہاری مجلس سے اٹھا تو میں سوچا کہ میں ان مذہب کا امتحان لوں اور آپ نے دیکھا کہ میرا خط (لکھائی) بہت خوبصورت ہے میں پہلے تورات کا قصد کیا اور اس کے تین نسخے لکھے اور اس میں اپنی طرف سے کمی پیشی کردی میں یہودیوں کے معبد میں گیا تو انہوں نے تورات کے ہو نسخے مجھ سے خرید لیے پھر میں انجیل کا قصد کیا، میں نے اس کے بھی تین نسخے لکھے اور ان میں کمی پیشی کردی پھر عیسائیوں کے گرجے میں گیا تو انہوں نے مجھ سے وہ نسخے خرید لیے پھر میں نے قرآن مجید کا قصد کیا میں نے اس کے تین نسخے لکھے اور ان میں کمی پیشی کردی پھر میں ان کو فروخت کرنے کے لیے اسلامی کتب خانہ میں گیا اور ان پر وہ نخ سے پیش کئے انہوں نے ان کو پڑھا اور ان کی تحقیق کی اور جب وہ میری کی ہوئی زیادتی اور کمی پر مطلع ہوئے تو انہوں نے وہ نسخے مجھے واپس کردیئے اور ان کو نہیں خریدا اس سے میں نے یہ جان لیا کہ یہ کتاب محفوظ ہے اور اس میں کوئی تغیر نہیں کیا جاسکتا تو یہ میرے اسلام لانے کا سبب ہے! یحییٰ بنا کثم نے کہا یہ خبر سچی ہے اور قرآن مجید میں اس کی تصدیق ہے انہوں نے کہ اللہ تعالیٰ ن تورات اور انجیل کی حفاظت ان کی علماء کے سپرد کردی ہے فرمایا: إنا أنزلنا التوراة فیها هدی ونور یحکم بها النبیون الذین أسلموا للذین هادوا والربانیون والأحبار بما استحفظوا من کتاب الله(المائد: ٤٤)بیشک ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے جس کے مطابق انبیاء فیصلہ کرتے ہیں جو ہمارے تابع فرمان تھے ان لوگوں کا (فیصلہ کرتے رہے) جو یہودی تھے اور (اسی کے مطابق) اللہ والے اور علماء (فیصلہ کرتے رہے) کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ بنائے گئے تھے۔اس آیت میں یہ تصرتح ہے کہ یہود اور نصارا کو تورات اور انجیل کا محافظ بنادیا گیا تھا اور قرآن مجید کا محافظ خود اللہ تعالیٰ جیسا کہ اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے: إنا نحن نزلنا الذکر وإنا له لحافظون(الحجر: ٩)ہمارے پاس تورات کا 1927 کا ایڈیشن ہے۔اس میں ہے ہزاروں قدسیوں کے ساتھ آیا ص 192 اور

موجودہ ایڈیشن میں ہے لاکھوں قدسیوں کے ساتھ آیا۔ ص 184۔ محافظ الشئ لنفسہ کا جواب۔

اس آیت پر حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز نے ایک اشکال قائم کیا ہے جس کا مولانا فیض احمد صاحب نے ان کے سوانح میں ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ایک مولوی صاحب نے مناظرانہ رنگ میں سوال کیا کہ قرآن مجید فرماتا ہے میں کتب سابقہ کا مصداق ہوں مصد قالما معکم) مگر کتب سابقہ بھی کلام الٰہی ہیں اور قرآن کریم جس سے تصدیق الشئ لنفسہ کا اشکال لازم آتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: قرآن مجید اور کتب سابقہ میں تو زمان و مکان اور لغت اور محل نزول کا اختلاف موجود ہے آپ کے لیے موجب اشکال تو یہ چیز ہونی چاہیے کہ قرآن کی محافظت الٰہیہ کی مثبت ایک ہی آیت: إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون (الحجر: ۹) وراد ہوئی ہے جو اپنی محافظت کی دلیل بھی آپ ہے پس فرائیے آپ کے اعتراض کی روشنی میں اس محافظتہ الشئ لنفسہ کے اشکال کا حل کیا ہوگا؟ میرے خیال میں اس اشکال کا یہ جواب ہے کہ الذکر سے مراد قرآان مجید ہے اور الذکر میں اجمالی طور پر پورا قرآن مجید موجود ہے اور پورے قرآن میں یہ آیت یعنی إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون یہ بھی موجود ہے لہذا یہ آیت تفصیلی طور پر محافظ یا محافظت کی مثبت اور دلیل ہے اور اذکر کے ضمن میں اجمالی طور پر جو یہ آیت ہے وہ محفوظ ہے یعنی پورے قرآن کے ضمن میں جس کی حافظ کی گئی ہے لہذا اجمال اور تفصیل کے فرق کی وجہ سے محافظته الشئی لنفسه لازم نہیں آئی چونکہ وہ شخص حضرت سے مناظر ناہ گفتگو کر رہا تھا اسلیے آپ نے خود اس کا جواب نہیں ذکر فرمایا۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ظاہر سبب حضرت عمر (رض) ہیں۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ قرآن مجید کی حفاظت کا ظاہری سبب اس کا بہت زیادہ چھپنا اور بہت زیادہ حفظ کرنا اور قرآن مجید کو لوگ تراویح میں قرآن مجید سنانے یا سننے میں حفظ کرتے ہیں اور جو لوگ تراویح میں قرآن مجید سننا یا سنانا چھوڑ دیتے ہیں انہیں قران مجید بھول جاتا ہے ہے اور جس فرقے کے لوگ تراویح نہیں بڑھتے ان میں کوئی حافظ قرآن بھی نہیں ہوتا اور قرآن مجید کو مصحف میں لکھ کر محفوظ کرنے کا مشورہ حضرت عمر نے دیا تھا اور تراویح میں قرآن مجید پڑھ کر سنانے کا طریقہ بھی حضرت عمر کی ایجاد ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا حقیقی محافظ تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کی حفاظت کے ظاہر سبب حضرت عمر (رض) ہیں۔

حفاظت قرآن کے وعدے میں حفاظت حدیث بھی داخل ہے:

تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ قرآن نہ صرف الفاظ قرآنی کا نام ہے نہ صرف معانی قرآن کا بلکہ دونوں کے مجموعے کو قرآن کہا جاتا ہے وجہ یہ ہے کہ معانی اور مضامین قرآنیہ تو دوسری کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اسلامی تصانیف میں تو عموما مضامین قرآنیہ ہی ہوتے ہیں مگر ان کو قرآن نہیں کہا جاتا کیونکہ الفاظ قرآن کے نہیں ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن کریم کے متفرق الفاظ اور جملے لے کر ایک مقالہ یا رسالہ لکھدے تو اس کو بھی کوئی قرآن نہیں کہے گا اگرچہ اس میں ایک لفظ بھی قرآن سے باہر کا نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف اس مصحف ربانی کا نام ہے جس کے الفاظ اور معانی ساتھ ساتھ محفوظ ہیں۔

اسی سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہو گیا کہ کسی زبان اردو یا انگریزی وغیرہ میں جو صرف ترجمہ قرآن کا شائع کرکے لوگ اس کو اردو یا انگریزی قرآن کا نام دیتے ہیں یہ ہر گز جائز نہیں کیونکہ وہ قرآن نہیں اور جب یہ معلوم ہوا کہ قرآن صرف الفاظ قرآن کا نام نہیں بلکہ معانی بھی اس کا ایک جزو ہیں تو حفاظت قرآن کی جو ذمہ داری اس آیت میں حق تعالیٰ نے خود اپنے ذمے قرار دی ہے اس میں جس طرح الفاظ قرآنی کی حفاظت کا وعدہ اور ذمہ داری ہے اسی طرح معانی اور مضامین قرآن کی حفاظت اور معنوی تحریف سے اس کے محفوظ رہنے کی بھی ذمہ داری اللہ تعالیٰ ہی

نے لے لی ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ معانی قرآنی وہی ہیں جن کے تعلیم دینے لے لئے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مبعوث فرمایا گیا جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا(آیت)لتبین للناس ما نزل الیھم۔یعنی آپ کو اس لیے بھیجا گیا ہے کہ آپ بتلا دیں لوگوں کو مفہوم اس کلام کا جو ان کے لئے نازل کیا گیا ہے اور یہی معنی اس آیت کے ہیں۔

یعلمھم الکتٰب والحکمۃ اور اسی لئے آپ نے فرمایا انما بعثت معلما یعنی میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور جب رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو معانی قرآن کے بیان اور تعلیم کے لئے بھیجا گیا تو آپ نے امت کو جن اقوال وافعال کے ذریعہ تعلیم دی انہی اقوال وافعال کا نام حدیث ہے۔

مطلقا احادیث رسول کو غیر محفوظ کہنے والا در حقیقت قرآن کو غیر محفوظ کہتا ہے:

جو لوگ آج کل دنیا کو اس مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں کہ احادیث کا ذخیرہ جو مستند کتب میں موجود ہے وہ اس لئے قابل اعتبار نہیں کہ وہ زمانہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہت بعد میں مدون کیا گیا ہے اول تو ان کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کیونکہ حدیث کی حفاظت و کتابت خود عہد رسالت میں شروع ہو چکی تھی بعد میں اس کی تکمیل ہوئی اس کے علاوہ حدیث رسول در حقیقت تفسیر قرآن اور معانی قرآن ہیں ان کی حفاظت اللہ تعالی نے اپنے ذمہ لی ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قرآن کے صرف الفاظ محفوظ رہ جائیں معانی (یعنی احادیث رسول) ضائع ہو جائیں؟

قریش کی گالی کا جواب

دو آیتیں پہلے ہم نے پڑھا ہے کہ قریش نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس بات پر مجنون قرار دیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس پر قرآن نازل کیا گیا ہے۔اس کا جواب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہیں بلکہ خود پروردگار نے نہایت زوردار طریقے سے دیا ہے۔اس مختصر آیت میں تین مرتبہ ضمیر متکلم کو استعمال کیا گیا جس سے تاکید بالائے تاکید ثابت ہوتی ہے اور پھر جمع متکلم کے صیغے کے ساتھ اس بات کا اعلان فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ یقینا یقینا یقینا ہم ہی نے اسے نازل کیا ہے۔تم نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جو گالی دی ہے وہ آپ کو نہیں بلکہ ہمیں دی ہے کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نہ تو یہ کتاب خود مرتب کی ہے اور نہ ہم سے مانگ کر لی ہے۔اس کی جو بھی ذمہ داری ہے وہ ہم پر ہے۔البتہ اس کی تبلیغ اور اس کی تفہیم کی ذمہ داری جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ادا کر رہے ہیں وہ بھی ہم نے ان پر عائد کی ہے۔اگر تمہیں اپنے پروردگار کی عظمت اور جلال کا کچھ بھی اندازہ ہے تو پھر تمہیں سوچنا چاہیے کہ تم نے ایک ایسی ہلکی بات کہہ کر اور قرآن کریم کا انکار کر کے کتنا بڑا جرم کیا ہے۔ تمہیں دو باتیں کبھی نہیں بھولنی چاہئیں کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ تم نے اگر قرآنی دعوت کو قبول نہ کیا تو یہ دعوت رک جائے گی اور قرآن کریم کی فکر ختم ہو جائے گی، یہ خیال خام ہے کیونکہ سورۃ انعام آیت نمبر ۸۹ میں پروردگار نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس کا انکار کر دیں تو ہم یہ کام ایسے لوگوں کے سپرد کریں گے جو کبھی اس سے کفر نہیں کریں گے۔ چنانچہ قریش نے جب اسے قبول کرنے سے انکار کیا تو اللہ تعالی نے انصار کے سینے اس کے لیے کھول دیے۔ چنانچہ یہ حقیقت آج تک پوری تابانیوں کے ساتھ روشن رہی ہے کہ جب بھی امت مسلمہ نے اللہ تعالی کی اس امانت کے ساتھ خیانت کا ثبوت دیا اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے پہلو تہی کی تو اللہ تعالی نے ایسے مسلمانوں کو مٹا دیا اور اس دور کی مضبوط کافر قوم کو اسلام کی ہدایت دے دی۔ گزشتہ صدیوں میں سب سے زیادہ نقصان تاتاریوں نے پہنچایا ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ اسلامی تہذیب مکمل فنا کر دی گئی ہے اور اسلامی علوم فنا کے گھاٹ اتر گئے، لیکن زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی ظالم اور قاتل قوم کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی اور انہی کی اولاد نے خلافت عثمانیہ کا چراغ جلایا۔

اقبال نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اور دوسری بات یہ نہیں بھولنی چاہیے کہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے اور اسی نے اسکی حفاظت کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ صدیاں گزر گئیں لیکن اس کتاب کا ایک شوشہ نہ بدل سکا۔اتنا طویل عرصہ دنیا کی کوئی کتاب اور کوئی دستاویز آج تک محفوظ نہیں رہی اور خود آسمانی کتابیں بھی جو یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں لیکن ان کی حفاظت کا ذمہ چونکہ پروردگار نے نہیں اٹھایا تھا اس لیے وہ ترمیم اور تحریف سے محفوظ نہ رہیں۔ لیکن اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے صرف کتابت کے ذریعہ محفوظ نہیں رکھا جسے کسی وقت بھی اٹھایا جا سکتا ہے یا جلایا جا سکتا ہے بلکہ مسلمانوں کے سینے اس کے لیے مخزن اور مامن بنا دیے گئے۔ ہر سال رمضان المبارک میں کروڑوں لوگ اسے سنا کر اور سن کر اس کے محفوظ ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور دشمنان دین بالخصوص مستشرقین اپنی تمام مساعی کے باوجود ایک لفظ کی تبدیلی نہ ثابت کر سکے۔ جن مستشرقین نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زندگی پر مخالفانہ کتابیں لکھیں وہ بھی یہ تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے کہ دنیا میں قرآن کے علاوہ کوئی اور ایسی کتاب نہیں جس کا متن چودہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے یوں پاک رہا۔

اس آیت میں الذکر سے مراد قرآن کریم ہے۔ تمام مفسرین کا اتفاق ہے اس آیت میں اللہ پاک نے کئی چیزیں تاکیداً جمع کر دی ہیں "انا له لحفظون" "لحفظون" اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ پھر "انا" کے ساتھ "له" کو مقدم کیا ہے" انا لحفظون" کے بجائے "انا له لحفظون" فرمایا ہے۔ یہ سب طریقے علم بلاغت اور علم نحو سے تعلق رکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں" انا له لحفظون " میں اللہ پاک نے کئی اعلانات فرمائے ہیں۔

۱۔۔۔ ہم اس کتاب اور اس کتاب کے اندر جو مطالب ہیں ان کو ہم قیامت تک زندہ رکھیں گے۔

۲۔۔۔ ہم اس کتاب پر عمل کرنے کے سلسلہ کو بھی قیامت تک باقی رکھیں گے۔

۳۔۔۔ ہم اس کتاب کی حفاظت کرنے والوں کی بھی حفاظت کریں گے۔

۴۔۔۔ ہم اس کتاب کو حفظ و یاد کرنے والوں کی بھی عزت کرائیں گے۔

۵۔۔۔ ہم اس کتاب کے علم کو حاصل کرنے والوں کے سلسلہ کو بھی باقی رکھیں گے۔

۶۔۔۔ ہم اس زبان کی بھی حفاظت کریں گے جس زبان میں قرآن کریم نازل ہوا ہے۔

۷۔۔۔ ہم اس زبان کے علوم کو بھی باقی رکھیں گے جو اس زبان کے سیکھنے کے لئے ضروری ہیں۔

۸۔۔۔ ہم ان مقامات اور اس ملک کی بھی حفاظت کریں گے جس ملک کے یہ زبان ہے۔ یہ ساری باتیں" انا له لحفظون" کی تفسیر میں مضمر ہیں۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی (رح) لکھتے ہیں ! حفاظت قرآن کریم کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی اسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے۔" میور" کہتا ہے جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھی میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک ہی ہو ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں۔ جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔

امام اہل سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر (رح) تبلیغ اسلام میں لکھتے ہیں ! کسی مذہب کی کوئی الہامی اور آسمانی

کتاب ایسی نہیں بتائی جاسکتی جس کو ہر اعتبار اور ہر حیثیت سے قرآن کریم کی طرح مکمل اور ناطق کہا جا سکتا ہے یہی قرآن کریم ہی ہے جس نے پہاڑوں کی طرح جمے ہوئے لوگوں کو انکی جگہ سے ہٹا دیا۔ قلوب نبی آدم کی زمین کو پھاڑ کر اس میں معرفت الٰہی کے شیریں چشمے جاری کر دیئے وصول الی اللہ کے دشوار گزار راستے برسوں کی جگہ منٹوں میں طے کرا دیئے۔ مردہ قوموں اور مردہ دلوں میں ابدی زندگی کی روح پھونک دی قرآن کریم کی موجودگی میں کسی شخص کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے اصولی طور پر کسی دوسرے مشعل راہ کی مطلقا کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔ قرآن کریم ایسی جامع مانع کتاب ہے جسنے مایش سے کیکر معاد تک کے تمام ضروری مسائل پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے جس پر اولا ایک لاکھ سے زائد شمع رسالت کے پروانوں نے عمل کر کے رہتی دنیا تک عملی نمونہ چھوڑا ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی اس نعمت کبریٰ اور و سعادت عظمیٰ سے صحیح معنی فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذکر اور قرآن میں فرق

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی بجائے ذکر کا لفظ استعمال فرمایا جن کے لغوی معنی یاد دہانی یا نصیحت ہے جیسے سورۃ قمر میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر) جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اور ذکر دو الگ الگ چیزیں ہیں تو اس سے مراد تمام منزل من اللہ وحی ہوتی ہے۔ یعنی کتاب بھی اور بصیرت بھی جو اللہ تعالیٰ کتاب کو بیان کے لیے اپنے رسولوں کو عطا فرماتا ہے۔ اسی بصیرت کو ہم سنت بھی کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کی حفاظت کا ہی ذمہ نہیں لیا بلکہ اس کے معانی و مطالب کا بھی ذمہ لے رکھا ہے۔ یہ شرف اور محفوظیت کا مقام پچھلی کسی بھی کتاب اور رسول کو حاصل نہیں ہوا۔

الغرض اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن پاک کے معانی و مطالب سمجھنے اور سمجھانے کیلئے ہر زمانے میں رجال مقرر فرمائے ہیں جن کے امام محمد رسول ﷺ ہیں۔ محمد ﷺ کے بعد اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ کرامؒ نے درس و تدریس کی ذمہ داری انتہائی صداقت اور ایمانداری کے ساتھ نبھائی۔ ان ہی میں امام کبیر علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے تفسیری خدمات ہے۔ جو ایک عظیم مفسر تھے۔ انسانی رویوں، علمی اقدار اور اخلاقیات سے متعلق وہ عظیم مطالعے کے مالک تھے۔

علامہ غلام رسول سعیدیؒ کی پیدائش وابتدائی تعلیم

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ 10 رمضان المبارک 1356ھ مطابق 14 نومبر 1937 بروز اتوار ۲۲ "دہلی" میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پنجابی اسلامیہ ہائی اسکول، "بارہ ٹولی دہلی" میں حاصل کی۔ ان کے والد کا نام محمد منیر ہے جو ان کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ والد کی وفات کے بعد والدہ محترمہ نے ان کی پرورش اور تعلیم و تربیت بڑی توجہ سے کی۔ ٦ سال کی عمر میں والدہ محترمہ کے پاس قرآن مجید ناظرہ مکمل کیا۔ علامہ سعیدی ۱۹۵۸ء میں تقریبا ۲۱ سال کی عمر میں علم دین کی طرف متوجہ ہوئے اور دن رات تحصیل علم میں لگے رہے اور آج علمی دنیا میں اعلی مقام پر فائز ہیں۔[3]

قیام پاکستان کے وقت دس سال کی عمر میں ہجرت کر کے پاکستان آئے اور کراچی میں قیام کیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ ایک عابدہ، زاہدہ اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ ابتدائی دینی علم اور قرآن پاک ناظرہ کی تعلیم اپنی والدہ سے ہی حاصل کی۔ اس دوران آپ کے والد گرامی انتقال فرما گئے اور بعد ازاں آپ کی والدہ صاحبہ نے دوسری شادی کر لی۔ گھریلو حالات کی تنگدستی کی وجہ سے بارہ سال کی عمر میں آپکو تعلیم چھوڑنی پڑی اور محنت مزدوری کرنے لگے۔ لڑکپن کی عمر میں کراچی کے گلی کوچوں میں آئیس کریم بیچنے کا کام شروع کیا۔ پھر ایک پرنٹنگ پریس میں کام سیکھا

اور وہیں ملازمت اختیار کرلی۔ آپ کی عمر انہیں حوادثات زمانہ سے گزرتے گزرتے اکیس سال ہوگئی۔ آپ پریس کے مالک سے جمعۃ المبارک کے دن اجازت لیکر نماز کی ادائیگی کیلئے آرام باغ کی مقامی مسجد میں جاتے۔ وہاں جمعہ کے بعد درود و سلام کی صدائیں بلند ہوتیں تو آپ کے قلب و جگر میں ہل چل مچ جاتی۔ حالات کی ستم ظریفی اپنی جگہ مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپؒ کے دل میں دینی ذوق پیدا ہوا تو مطالعہ قرآن شروع کردیا۔ ایک دن ایک اشتہار پر نظر پڑی جس میں لکھا تھا کہ رحیم یا خان کے مدرسہ "جامعہ محمودیہ رضویہ میں بلا معاوضہ علم دین حاصل کریں"۔ اس طرح کراچی کو خیر آباد کہ کر رحیم یار خان کے اس دینی مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ اس دور میں اس ادارہ کے منتظم اعلی حضرت علامہ محمد نواز اویسی صاحب تھے۔ انہوں نے اس طالب علم کی آنکھوں میں حصول علم کی چمک دیکھی تو انھیں ایک انتہائی قابل اور شفیق استاد جناب علامہ عبدالمجید اویسی کے حوالے کردیا۔ ان سے صرف و نحو اور ادب و فقہ کی ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد لاہور آگئے اور جامعہ نعیمیہ (گڑھی شاہو) لاہور میں داخل ہوگئے۔ جہاں انہوں نے مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی عزیز احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے بھرپور اکتساب فیض کیا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور حکمت کی کتب پڑھنے کے بعد بھی آپکی علمی تشنگی ابھی باقی تھی اور ہمہ وقت خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتے تھے۔ اسی دوران آپ مزید حصول علم کیلئے اس دور کے علوم و فنون کے معروف عالم دین اور محقق حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے۔ منطق اور فلسفہ کی بڑی بڑی کتب آپ نے ان کے پاس پڑھیں۔ ان کے علاوہ جامعہ قادریہ فیصل آباد کے استاد مولانا ولی النبی صاحب اور مختار الحق صاحب بھی آپ کے اساتذہ کرام تھے۔

درس وتدریس

۱۹۶۶ء میں علامہ سعیدی نے علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی اور اسی سال جامعہ نعیمیہ لاہور میں اپنی تدریس زندگی کا آغاز کیا اور مختلف علوم و فنون طلبہ کو پڑھائے۔ ۱۹۸۵ء تک اسی جامعہ نعیمیہ لاہور ہی میں تدریسی و تصنیفی کام میں مصروف رہے۔ ۶/جولائی ۱۹۸۵ء کو جسٹس (ریٹائرڈ) علامہ ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادریؒ بانی و مہتم دار العلوم نعیمہ کراچی کے اصرار پر کراچی چلے گے اور وہاں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوگئے۔ اور آج تک یہاں ہی ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدیؒ کے علمی خدمات

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کو اللہ تعالی نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا اور آپ نے وہ تمام تر صلاحیتیں دین متین کی خدمت کیلئے وقف کر رکھی تھیں۔ علم حدیث اور علم تفسیر میں آپ درجہ کمال پر فائض تھے۔ آپ عالم اسلام کے وہ روشن چراغ ہیں جن کے علمی فیوض و برکات سے بیشمار لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ آپ اپنی ذات میں ایک مفتی، محدث، مفسر، فقیہ اور کئی ایک کتب کے مصنف ہیں۔ 1986 میں صحیح مسلم شریف کی شرح لکھنا شروع کی اور 1994 میں سات جلدوں میں اسے مکمل کیا۔ اس کتاب کے آٹھ ہزار صفحات ہیں اور اس کے ابھی تک انیس ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ آپؒ نے قرآن پاک کی تفسیر "تبیان القرآن" لکھی۔ 1994 میں اس تفسیر کے لکھنے کا آغاز کیا اور 2006 میں بارہ ضخیم جلدوں میں اسے مکمل کیا۔ آپؒ نے 2006 اور 2014 کے دوران بخاری شریف کی شرح سولہ جلدوں میں مکمل کی۔ پہلی سات جلدیں "نعمۃ الباری شرح صحیح بخاری" کے نام سے جبکہ بعد کی نو جلدیں "نعم الباری شرح صحیح بخاری" کے نام سے شائع ہوئیں۔ اس طرح یہ کتاب سولہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں توضیح البیان، تذکرۃ المحدثین، مقالات سعیدی، مقام ولایت و نبوت، اعلی حضرت کا فقہی مقام، ذکر بالجہر، حیات استاذ العلماء، ضیائے کنز الایمان، معاشرے کے ناسور اور شان الوہیت بھی آپ کی مشہور و

معروف تصانیف ہیں۔ ابھی آپ قرآن پاک کی ایک اور تفسیر ''تبیان الفرقان'' کے نام سے قدرے مختلف زوق علمی سے لکھ رہے تھے۔ ابھی وہ نامکمل ہی تھی کہ زندگی نے وفا نہ کی اور آپ داعی اجل کو لبیک کہ گئے۔ آپکی ان تمام علمی و تحقیقی کاشوں کے پس پردہ چیئر مین رویئت ہلال کمیٹی پاکستان جناب مفتی محمد منیب الرحمان صاحب کا قابل صد تحسین کردار ہے۔ انہوں نے علامہ سعیدی صاحب کو بتیس سال اپنے ادارے ''جامعہ نعیمیہ کراچی'' میں ہر مالی و اخلاقی سہولت مہیا کی جو اس عظیم کام کے پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ضروری تھی۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے جن میں بڑی بڑی عظیم علمی و روحانی شخصیات شامل ہیں۔ پیر محمد حبیب الرحمان محبوبی صاحب (بریڈ فورڈ)، پیر غلام نصیر الدین چشتی (گولڑہ شریف)، علامہ سید محمد اشرف شاہ (ناروے)، پروفیسر ڈاکٹر محمد جمیل الرحمان شاہ (کامونکی شریف)، علامہ عارف حسین سعیدی (چیشم) اور دور حاضر کی دیگر بیشمار شخصیات نے آپ کی بارگاہ سے علمی فیضان کے حصول کیلئے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ پیر طریقت جناب صاحبزادہ محمد حبیب الرحمان محبوبی صاحب کی دعوت پر آپؒ دو دفعہ انگلینڈ تشریف لائے۔ پہلی دفعہ 1990 اور دوسری دفعہ 1993 میں۔ اس دوران آپ شرح صحیح مسلم شریف لکھ رہے تھے۔ آپؒ نے اپنی اس شرح میں ذکر بھی کیا ہے کہ کچھ حصہ صفۃ الاسلام بریڈ فورڈ میں بیٹھ کر تحریر فرمایا۔ اس دوران صاحبزادہ حبیب الرحمان صاحب نے اپنے تاثرات میں حضرت کی خدمت میں تفسیر قرآن پر کام کرنے کی استدعا بھی کی۔ جس کا ذکر علامہ سعیدی صاحب نے شرح صحیح مسلم کی پانچویں جلد کے صفحہ چونتیس اور پینتیس پر فرمایا ہے۔ اور بعدازاں تفسیر تبیان القرآن پر کام شروع کیا۔ آپ نے ہمیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ علمی خزانے اور کتب کی صورت میں بہترین دوست دے کر گئے۔ اللہ تعالی اکتساب فیض کی توفیق دے۔ علامہ صاحب کی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے انہیں ''تمغہ امتیاز سے نوازا۔

تفسیر تبیان القرآن کے علاوہ علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے عصر حاضر کے جدید مسائل میں مندرجہ ذیل عنوانات پر تفصیلی بحث کر کے معاشرہ کے لئے ایک عظیم علمی خدمت فرمائی ہیں جن میں چند ایک مسائل ملاحظہ فرمائیں۔ مثلاً فوٹو گراف، ریڈیو، ٹیلیویژن، وڈیو کا حکم، ریل اور ہوائی جہاز میں نماز، پوسٹ مارٹم، ایلو پیتھک ادویات، انتقال خون، اعضاء کی پیوند کاری، اسقاط حمل، ضبط تولید، ٹیسٹ پر وایڈنٹ فنڈ پر زکوۃ، معیادی قرضوں کی ادائیگی پر زکوۃ، قطبین میں روزے اور نماز کے احکام، ٹیلیفون پر نکاح، بیمہ، اسلام میں کفو کی حیثیت، ایک مجلس میں تین طلاقیں، عدالتی طلاق، سود اور حدود و تعزیرات، انعامی بانڈز۔ بینکنوٹ اور افراط زر کی پیچیدگیاں، غزوۂ بدر میں قتال ملائکہ کی تحقیق، انگریزی دواؤں اور پرفیوم وغیرہ کا شرعی حکم، فال اور شگون نکالنے کی تحقیق، عقل کا محل دل ہے یا دماغ ہے؟۔ عبدالنبی نام رکھنے کی تحقیق، فاسق کی امامت، زکوۃ میں عدم تملیک کی تحقیق، مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات اور دوسرے بہت سے مسائل پر محققانہ اور دوٹوک بحث۔[4]

تصانیف

دور حاضر کے علماء میں ایک نام جناب علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا بھی ہے، جنہوں نے حال ہی میں قران پاک کی فقید المثال تفسیر "تبیان القران" 12 جلدوں میں مکمل کی اور بخاری و مسلم شریف کی "شرح بخاری و مسلم" لکھی، اللہ عزوجل آپ کا سایہ ہمارے سروں پر دیر تک قائم رکھے، آپ کی تصانیف اور تفاسیر، اور تراجم انتہائی سلیس اردو کے ساتھ عوام الناس کیلئے پیش کئے جارہے ہیں۔ آپ کا خصوصی انٹرویو کچھ عرصہ پہلے جنید جمشید نے لیا تھا جیو ٹیلیویژن پر۔ جواب آپ لوگوں کیلئے بھی میں یہاں پوسٹ کر رہا ہوں۔

علامہ غلام رسول سعیدیؒ نے کئی شہرہ آفاق کتب بھی تصنیف کیں ہیں، مثلاً

۱۔ تذکرۃ المحدثین

۲۔ شرح صحیح مسلم

۳۔ تفسیر تبیان القرآن

۴۔ مقالات سعیدی وغیرہ[5]

تفسیر تبیان القرآن کا تعارف

تبیان القرآن علامہ سعیدی کی ایسی تفسیر ہے جس میں سینکڑوں تفاسیر قرآن کا خلاصہ اور لب لباب بڑے خوبصورت اور دلنشین انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔

علامہ غلام رسول سعیدی نے اپنی اس تفسیر کو لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

سلیس ترجمہ کے لئے سید احمد کاظمیؒ کا ترجمہ البیان سے استفادہ کیا ہے۔اور تفسر میں احکام القرآن، قرطبیؒ، تفسیر کبیر اور روح المعانی سے استفادہ کیا ہے۔اس بات کی پابندی کی ہے کہ تفسیر کرتے وقت احادیث مبارکہ کو ان کے اصل حوالہ جات اور مصادر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔اسی طرح فقہی گفتگو میں چاروں مذاہب کے اقوال کو دلیل اور حوالہ جات کے ساتھ لکھا ہے۔ مصادر و مراجع کی فہرست سن وفات کی ترتیب کے ساتھ لکھا ہے۔[6]

تبیان القرآن کے علمی مقام و مرتبہ اور اس کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل علماء کرام کے اقوال سے لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ مفتی منیب الرحمن[7] لکھتے ہیں کہ:

تبیان القرآن عہد جدید کی نہایت جامع اور کامل تفسیر ہے۔ میرے محدود مطالعے کے مطابق اردو اور عربی کی کسی تفسیر میں اتنا ذخیرہ اور معلومات یکجا میسر نہیں ہے۔اگرچہ ہر تفسیر میں آپ کو جستہ جستہ تمام علوم وفنون سے متعلق معلومات ملیں گی لیکن بالعموم ہر تفسیر میں کوئی نہ کوئی رنگ غالب ہوگا۔[8]

۲۔ صدر رابطۃ المدارس (جماعت اسلامی) مولانا عبدالمالک[9] لکھتے ہیں کہ:

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی کو جدید علوم پر کافی دسترس حاصل ہے ان کی تفسیر کو مطالعہ کے لئے اپنی معلومات میں وقت خاص کر کے اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔[10]

۳۔ ڈاکٹر حمید اللہؒ فرماتے ہیں: "ان کی تفسیر تبیان القرآن اچھی عصری، علمی اور فقہی تفسیر ہے[11]

تفسیر تبیان القرآن میں علامہ غلام رسول سعیدیؒ کا منہج واسلوب تفسیر

مصنف نے اپنے تفسیر میں مندرجی ذیل اسلوب کو اپنایا ہے۔

۱۔ آیت مبارکہ کا آسان، سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ

۲۔ تفسیر ھذا اردو زبان میں ایک بڑی تفسیر بالماثور ہے جس میں ہر آیت کی تفسیر سے متعلق جتنی آیات اور احادیث ممکن ہو سکیں، نقل کی گئی ہیں۔

۳۔ متقدمین کی تفاسیر کی روشنی میں ہر آیت کی مختصر اور واضح تفسیر اور تشریح و توضیح

۴۔ علم اصول تفسیر کی روشنی میں آیات پر فنی گفتگو اور اصول تفسیر سے متعلق نکات کی نشاندہی

۵۔ فقہ حنفی پر قرآن وحدیث سے استدلال اور اس کی ترجیح کے دلائل

تفسیر تبیان القرآن کی امتیازی خصوصیات

تفسیر تبیان القرآن کی خصوصیات میں سے چند ایک یہ ہیں:

مقدمہ میں مصنف خود رقمطراز ہے کہ

۱۔ جن آیات میں فقہی احکام اور اختلافی مسائل کا ذکر ہیں وہاں میں نے تمام فقہی مذاہب کا ان کے مستند کتابوں سے دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۲۔ ہمارے متقدمین مفسرین نے قرآن کریم کی تفسیر میں جو نکات بیان کیے ہیں ان میں سے میں نے استفادہ کیا ہے لیکن جو بہت بعید نکات ہیں یا دور از کار تاویلات ہیں ان کو ترک کر دیا ہے۔

۳۔ میں نے یہ کوشش کی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں زیادہ سے زیادہ احادیث اور آثار کو پیش کروں۔

تفسیر تبیان القرآن کے جلدوں کی ترتیب:

تفسیر تبیان القرآن کے جلدوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ پہلی جلد سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ

۲۔ دوسری جلد سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء

۳۔ تیسری جلد سورۃ المائدۃ اور سورۃ الانعام

۴۔ چوتھی جلد سورۃ الاعراف اور سورۃ الانفال

۵۔ پانچویں جلد سورۃ التوبۃ تا سورۃ یوسف

۶۔ چھٹی جلد سورۃ الرعد تا سورۃ بنی اسرائیل

۷۔ ساتویں جلد سورۃ الکہف تا سورۃ المؤمنون

۸۔ آٹھویں جلد سورۃ النور تا سورۃ القصص

۹۔ نویں جلد سورۃ العنکبوت تا سورۃ الصٰفٰت

۱۰۔ دسویں جلد سورۃ ص تا سورۃ الجاثیۃ

۱۱۔ گیارہوں جلد سورۃ الاحقاف تا سورۃ التغابن

۱۲۔ بارہویں جلد سورۃ الطلاق تا سورۃ الناس

وفات

عالم اسلام کے عظیم محقق، مفسر و محدث جامعہ نعیمیہ کراچی کے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی طویل علالت کے بعد ایک مقامی ہسپتال میں ۴، فروری، ۲۰۱۶ء کو انتقال کر گئے، ان کی عمر 80 سال تھی۔ مفتی منیب الرحمن کے مطابق مرحوم نے اپنی پوری زندگی علم دین کی ترویج واشاعت کے لئے وقف کر دی تھی۔ حضرت کی موت کی خبر سے دینی وعلمی حلقوں میں رنج والم کی فضاء چھاگئی۔ عربی کا ایک مقولہ ہے ''موت العالم موت العالم'' کہ ایک عالم دین کی موت حقیقت میں ایک جہان کی موت ہوتی ہے۔ تجربات یہ بتاتے ہیں کہ ہر آنے والا

جانے والے جگہ تو لے لیتا ہے لیکن اس جیسے کمالات نہیں رکھتا۔ان کی نماز جنازہ جمعۃالمبارک چار بجے سہ پہر جامع مسجد اقصیٰ کے بالمقابل ٹی گراؤنڈ فیڈرل بی ایریا کی مرکزی عید گاہ میں ادا کی جائے گی، مفتی منیب الرحمن نماز جنازہ کی امامت کریں گے [12]

خلاصہ بحث

اس تحقیقی آرٹیکل سے علامہ غلام رسول سعیدیؒ کا نہ صرف منہج تفسیر کا تعارف ہوتا ہے بلکہ اس کے علمی مقام اور اس کے خدمات کو بخوبی اجاگر کیا گیا ہیں اور ساتھ ہی حفاظت قرآن پر جو لوگ اعتراضات اٹھاتے ہیں اس کو بھی جوابات کر کے یہ بات ثابت کی ہے کہ اصل محافظ قرآن صرف اور صرف اللہ کی ذات اقدس ہے اور قیامت تک یہ قرآن مجید اپنی اصلی شکل میں موجود رہے گا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قرآن مجید کو ہر شعبہ میں اپنارا ہنما مان کر اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

نتائج

اس تحقیق کے بعد مضمون نگار اس نتیجے پر پہنچا کہ :

1- علامہ غلام رسول سعیدیؒ ایک بڑے مفسر، محدث اور بلند پایہ عالم تھے۔اس کا اندازہ مختلف فنون میں آپ کے تصانیف سے ہوتا ہے جن کی تعداد ۵۰ سے زیادہ ہے

2- آپ کو ایک بڑی تعداد میں احادیث کے علاوہ صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے اقوال بھی یاد تھے

3- زیر نظر تحقیقی مضمون سے علامہ غلام رسول سعیدیؒ کا تعارف، جاہ و منزلت اور اس کا تفسیری منہج سامنے آجائے گا

4- تفسیر تبیان القرآن میں تفسیر القرآن بالقرآن کا غالب عنصر ہے

5- آپ نے روایات کو صرف جمع کیا ہے اس کی جرح و تعدیل وغیرہ نہیں کی

6- آیات کے ذیل میں آپ نے ایک بڑی تعداد میں روایات بیان کی ہیں تاہم کئی آیات میں چند ایک پر اکتفا کیا ہے.

References

1 Surah Al hijr: 15:9

2 Imam Razi, Tafseer Kabeer, (Dar Aha Turat Berut Lubnan: Edition: 1415) Vol:7:123

3 Allama Ghulam Rasool Saeedi, *Tibyan al Quran* (Lahore: Farid Book Stal, Urdu Bazr Edition 2013), 1:37-39

4 Ibid., 1:49

5 Ibid., 1:37-39

6 Ibid., 1:44-44

7 Mofty Munib ur rehaman born in 1965 at District Mansehra, Chairman of Royyit Hilal Committee, Leader of Tanzeem al Madaris Board Pakistan, Steward of Dar al Uloom Naeemia Karachi, while still alive.

8 Mohammad Nasir Khan, *Hayat e Saeed Millat Cheshti*, 57

9 Molana Abdul Malik born in 1943 at District Mansehra, leader of jammiat ittehad al ulama in 1986, acting principal of ittehad al ulama in 1983-2003, while principal of ittehad al ulama in 2003.

10 Monthly, *Tarjuman al Quran,* (Lahore Edition 1999), 65-70

11 Ibid, *Tarjuman al Quran,* (Lahore Edition 1999), 82-90

15 http://www.nawaiwaqt.com.pk/karachi/05-Feb-2016/450709